بسم اللہ الرحمن الرحیم

أهل السنة والجماعة

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ”عالم الغیب“ تھے یا نہیں...؟

مسئلہ عالم الغیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا

"تقریظ""عالم الغیب"

ہر چند کہ دیوبندی، بریلوی اختلافی مسئلہ اِسقدر سنگین نہیں جو حل طلب نہ ہو تاہم اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اب کچھ عرصہ سے اس فروعی اختلافی مسئلہ نے باقاعدہ تنازعہ کی صورت اختیار کرلی ہے۔

معاشرے کا ایک عام فرد جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکامات بجالاتے ہوئے زندگی گزارنا چاہے عجب اضطرابی حالت میں ہے کہ حق وناحق میں تمیز کس طرح کرے...؟ کیونکہ جب تک یہ مسئلہ کتابوں اور علماء کے مباحثوں تک محدود تھا تو ٹھیک تھا لیکن اب پبلک مقامات، بسوں، چوکوں، چوپالوں حتیٰ کہ ایک ہی گھر کے افراد کا اس مسئلہ کے پیچ دنگا فساد مچانا اور علم نہ ہونیکی وجہ سے واہی تباہی بکنا کسی طور پر بھی مستحسن نہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ایک سادہ لوح شخص بھی براہ راست متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اگرچہ اس موضوع پر علماء کی کثیر کتب موجود ہیں لیکن اختصار کیساتھ، کتابچہ کی ترتیب پر، عام فہم انداز کہ ہر شخص بہ آسانی سمجھ سکے بہرحال اسکا فقدان تھا۔ مؤلف نے جس جانفشانی سے غیر جانداارنہ طرز پر آیات قرآنیہ، احادیث صحیحہ اور ائمہ احنافؒ کے فتاوٰی

جات کو جمع کیا ہے وہ واقعتا قابلِ ستائش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعیٔ جلیلہ کو قبول کرتے ہوئے اسے ہزاروں لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ بنائے......(آمین)

احقر مولانا عبد المجید

مُدرس وناظم اعلیٰ (شعبہء غیر ملکی)

جامعہ بنوریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی شرّفنا علیٰ سائرِ الأُمم برسالۃ من اختصہ من بین الأنام بجوامعِ الکلم وجواہر الحکم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہٖ وبارک وسلم۔

عام طور پر دارالعلوم ''دیوبند'' اور شہر ''بریلی'' کی طرف منسوب دو مکاتب فکر کے علماء(جو دعویدار ہیں کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں اور ہندوستان میں مجدد الف ثانیؒ شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ تک بھی دونوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ فریقین ان اکابر کے عقیدت مند ومتعرف دکھائی دیتے ہیں) لیکن آجکل ایک طرح کی شدت کی لہر سی اٹھی ہے اور نوبت ایک دوسرے پر کفر کے فتوے تک جا پہنچی ہے حد تو یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے کی بات (موقف) سُننا تو کجا، چہرہ تک دیکھنے کا روادار نہیں۔

ہم کسی فریق کا نام لے بغیر قرآن و سُنت اور فقہ ء حنفی کی روشنی میں ان چار بنیادی مختلف فیہ عقائد کے بارے میں بحث کرینگے جنکی اثبات و نفی کیوجہ سے دو گروہ وجود میں آئے باقی سینکڑوں اختلافی مسائل انہی چار میں سے کسی ایک کے ذیل میں آتے ہیں۔

(۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم "نور" تھے یا بشر...........؟؟

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم "عالم الغیب" تھے یا نہیں.........؟؟

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ "حاضر وناظر" ہیں یا نہیں...؟؟

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلیم "مختار کُل" ہیں یا نہیں.........؟؟

عالم الغیب

علم غیب کا مفہوم یہ ہے کہ کائنات کا ایک ذرہ بھی اسکے علم ونگاہ سے او جھل نہ ہو اور یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے اس میں کوئی فرد کسی حیثیت سے اسکا شریک وسہیم نہیں۔

سب سے پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ "غیب" سے کیا مراد ہے...؟ ائمہ احناف کی مشہور کتاب "تفسیر مدارک" میں لکھا ہے کہ:

(والغیب ھو مالم یقیم علیہ دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق)

"یعنی غیب ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جن پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور نہ ہی کسی مخلوق کو انکی اطلاع ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ علوم عطا کیے ہیں جو کسی مقدس نبی اور کسی مقرب فرشتے کو عطا نہیں کیے۔ بلکہ تمام اولین وآخرین کے علوم آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں حق تعالیٰ شانہ کی ذات وصفات گزشتہ وآئندہ کے بیشمار

واقعات، برزخ و قبر کے حالات، میدانِ محشر کے نقشے، جنت و جہنم کی کیفیات علوم شریعت اسرار و حکم آسمانوں و زمین کے عجائبات، اسماء حسنیٰ کی تعین نیک و بد بختوں کے احوال الغرض وہ تمام علوم جو آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے شایانِ شان تھے بطور معجزہ عطا کیے گئے اسکا اندازہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں اور نہ ہی ایسا جامع و مکمل علم خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق میں کسی کو عطا ہوا ہے۔

لیکن جس طرح ساری کائنات کے علوم کو آنحضرت ﷺ کے علوم مقدسہ سے کوئی نسبت نہیں بعینہ یہی حیثیت آپ ﷺ کے علوم کی حق تعالیٰ کے علم محیط کے مقابلے میں ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک چڑیا کو دریا کے کنارے پانی پیتے دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں میرے اور آپکے علم کی مثال اس قطرے کی ہے جو اس چڑیا نے اس دریا سے کم کیا ہے۔ (بخاری۔ ص ۶۸۸)

یہ مثال بھی محض سمجھانے کیلئے ہے ورنہ مخلوق کے محدود علم کو اللہ کے غیر محدود علم کسیاتھ کیا نسبت...؟ یہی وجہ ہے کہ کلام پاک میں جگہ جگہ "عالم الغیب" کا لفظ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور ساری مخلوق میں سے کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ فرد بھی

اسکی دیگر صفات کی طرح علم الغیب میں بھی شریک نہیں حتیٰ کہ بہت سی جگہ آنحضرت ﷺ سے "عالم الغیب" ہونیکی نفی کی گئی ہے فرمایا:

ھواللہ الذی لآ الٰہ الا ھوج عالم الغیب والشہادۃ۔(الآیہ) (سورئہ حشر: آیت ۲۲)	وہ اللہ ہے جسکے سوا بندگی نہیں کسی کی۔ جانتا ہے جو کچھ پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے۔

تمام اہلسنت اور ائمہ احناف کا یہی مسلک ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو عالم الغیب کہنا صحیح نہیں۔ لیکن یہاں تو حالت یہ ہے کہ پیروں فقیروں پر بھی غیب کا یقین رکھا جاتا ہے

قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون ٥ (النمل آیت:٦٥)	آپ (ﷺ) کہدیجیئے کہ جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کی خبر نہیں رکھتا مگر (صرف) اللہ اور انکو (تو) اتنی بھی خبر نہیں کہ کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

کیا نبی ﷺ کو علم غیب تھا۔؟

آیت مذکورہ نے پوری وضاحت وصراحت کیساتھ بتلادیا کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے جس میں کوئی فرشتہ، جنوانس یانبی ورسول بھی شریک نہیں۔ہاں اللہ تعالیٰ جب چاہتاہے، جتنا چاہتاہے اپنے فرشتوں، رسولوں اور مقبول بندوں کو عطا فرمادیتاہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم تمام کائنات پر محیط ہے جبکہ مخلوق میں یہ صفت مفقود ہے، فرمایا:

یعلم ما بین اید یھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیئٍ من علمہٖ آلاّ بما شآئَ...الآیہ)البقرۃ: آیت ۲۵۵(	اللہ تعالیٰ سب انسانوں کے اگلے اور پچھلے تمام حالات سے واقف ہے اور سارے انسان ملکر اسکے علم میں سے کسی ایک چیز کا بھی احاطہ نہیں کرسکتے بجز اتنے علم کے جو اللہ کسی کو دینا چاہے۔

معلوم ہوا کہ قرآنی اصطلاح میں علم غیب اور قدرت عامہ مطلقہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاص صفت کے طور پر واقع ہوئے ہیں جسمیں کوئی مخلوق کسی طور پر بھی شریک نہیں۔ فرمایا:

وانّ اللہ قد احاطَ بکل شيئٍ علماً۔

(الطلاق: آیت ۱۲)   اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

کیا نبی ﷺ کو علم غیب تھا۔؟

انھا ان تک مثقال حبۃٍ من خردل فتکن فی صخرۃٍ او فی السمٰوٰت او فی الارض یات بھا اللہ۔ ان اللہ لطیف خبیر۔ (لقمان: آیت ۱۶)	اگر کوئی دانہ راء کے برابر ہو پھر وہ پتھر کے جگر میں پیوست ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کر لیں گے بیشک اللہ تعالیٰ لطیف اور ہر چیز سے خبر دار ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

عالم الغیب لایعزب عنہ مثقال ذرَّۃٍ فی السموات ولا فی الارض...(الآیہ) (السبا۔ آیت ۳)	یعنی وہ (اللہ) عالم الغیب ہے اس سے ذرہ برابر بھی آسمان اور زمین میں غائب نہیں۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا:

"جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ غیب کا علم جانتے تھے اس نے اللہ پر بہتان باندھا۔" (صحیح بخاری و مشکوٰۃ شریف۔ ص ۵۰۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”جس شخص نے کسی عورت سے گواہوں کے بغیر نکاح کیا اور کہا کہ ہم خدا اور رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو گواہ بناتے ہیں تو وہ کافر ہو جائیگا“

وجہ یہ لکھی ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عالم الغیب سمجھا اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ اللہ پاک خود آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارے میں امت کو آگاہ فرما رہے ہیں کہ علم الغیب تو کجا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تو بولنا بھی امر الٰہی کے تابع ہے۔ اس سے بڑھکر سند اور کیا ہوی...؟؟

وما ینطق عن الھویٰ o ان ھوالا وحی یوحیٰ o علمہ شدید القویٰ o (النجم: آیت ۵)	اور نہیں بولتے (حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اپنے نفس کی خواہش سے۔ یہ تو ایک حکم (وحی) ہے بھیجا ہوا۔ اسکو سکھلایا ہے سخت قوتوں والے (جبرئیل) نے۔

خلقتِ آدم پر فرشتوں کا اعتراض باطل ٹھہرا تو اللہ نے فرمایا:

کیا نبی ﷺ کو علم غیب تھا۔؟

قال الم اقل لکم انیٓ اعلم غیب السمٰوٰت والارض (الآیہ) (سورۃ البقرہ: آیت ۳۳)	فرمایا (اللہ نے) کیا نہ کہا تھا میں نے تم کو میں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی۔

پھر فرمایا کہ آسمانوں وزمین کے تمام غیبی خزانے اسی کے پاس ہیں تو مخلوق کے در پر گدائی سے کیا حاصل...؟اس مالک الملک کیطرف رجوع کرو۔

وللہ غیب السموت والارض والیہ یرجع الامر کلہ فاعبدہ وتوکل علیہ ط (ھود: آیت ۱۲۳)	اور اللہ ہی کے پاس ہے چھپی بات آسمانوں کی اور زمین کی اور اسکی کی طرف لوٹتا ہے سب کاموں کا۔ سو اسی کی بندگی کر اور اسی پر بھروسہ رکھ۔

خدا تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے اور تمام زمانے (ماضی، حال، و مستقبل) اسکے سامنے برابر ہیں۔

الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر o (الملک: آیت ۱۴)	کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے۔ اور وہ باریک بیں (اور) خبر دار ہے۔

اس سے آگے غیب کے خزانوں کی دعویداری کیساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ ہمارے حکم میں قطعًا کوئی شریک نہیں۔ اور نہ ہمارے علاوہ بندوں کا کوئی مختار و مددگار ہے۔

لہ غیب السمٰوات والارض ط ابصر بہٖ واسمع ط مالھم من دونہٖ من ولی ولا یشرک فی حکمہٖ احدا ٥ (الکھف: آیت ۲۶)	اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہیں چھپے بھید آسمان وزمین کے۔ کیا ہی عجیب دیکھتا اور سنتا ہے۔ کوئی نہیں بندوں پر اسکے سوائے مختار۔ اور وہ اپنے حکم میں کسی ایک کو شریک نہیں کرتا۔

اس سے اگلی آیت دیکھئے: اسمیں مطلقاً علم غیب کا حق تعالیٰ کیلئے مخصوص ہونا صراحۃً مذکور ہے یہی عقیدہ پوری امت کا سلفاً خلفاً رہا ہے۔

وعندہ‘ مفاتح الغیب لا یعلمھآ الا ھو ط ویعلم مافی البر والبحر ط وماتسقط من ورقۃٍ الا یعلمھا ولا	اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے انکو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ

حبۃ فی ظُلُمٰت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ○)الانعام: آیت ۵۹(	خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں۔ اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسکو بھی جانتا ہے۔ اور کوئی دانا زمین کے تاریک حصّوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں (لکھا) ہے۔

غیب کے خزانے اللہ کے پاس ہونے سے مراد اسکی مِلک وقبضہ میں ہونا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ غیب کے خزانوں کا علم بھی اسکے قبضے میں ہے اور انکو وجود و ظہور میں لانا بھی اسکی قدرت میں ہے۔

اگر تاریخ اسلام کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہر عقل سلیم رکھنے والے پر واضح ہو جائیگا کہ آنحضرت ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ بطور نمائندہ مشرکین مکہ سے مذاکرات کیلیئے گئے۔ ادھر یہ مشہور ہو گیا کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے تمام صحابہ ءکرامؓ سے بیعت علی الجہاد لیتے ہوئے فرمایا کہ ''ہم عثمانؓ کے خون کا بدلہ لیکر رہیں گے'' مشرکین نے صورتحال بگڑتی ہوئی دیکھی تو

خوفزدہ ہو کر حضرت عثمانؓ کو رہا کر دیا۔ اسی کو کلام پاک نے "بیعت رضوان" کے نام سے تعبیر کیا ہے۔

ان الذین یُبایعونک انما یبایعون اللہ ط ید اللہ فوق اید یھم ... (الآیہ) (الفتح: آیت ۱۰)	تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ (در حقیقت) بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ انکے ہاتھوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عثمان حقیقتاً زندہ و سلامت تھے (جسکا بعد میں علم ہو گیا) تو پھر عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہستی کیلئے بیعت لینا کیا معنی......؟؟

امام بخاری نے (صفحہ۔ ص ۶۶۳ پر) واقعہ نقل کیا ہے کہ غزوئہ بنی مصطلق کے موقع پر منافقین نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی (حالانکہ آپکا ہار اونٹ کے نیچے رہ گیا تھا جو اسکے اٹھنے کے بعد ملا)۔ اسی کی تلاش میں نماز عصر کا وقت نکلا جس پر آیت تیمّم نازل ہوئی) آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے تقریباً ایک ماہ تک کلام نہ کیا اور انہیں میکے بھیجکر جیدّ صحابہء کرام (رضوان اللہ علیھم اجمعین) سے اس بارے میں مشورہ فرما رہے ہیں کہ اب کیا کیا جائے...؟ کیونکہ آنحضرت ﷺ کو اصل حقیقت کا علم نہ ہو سکا تھا خود صحابہ کرامؓ بھی خاصے مغموم اور بیحد پریشان رہے تا آنکہ اللہ نے بذات خود حضرت عائشہؓ کی

کیا نبی ﷺ کو علم غیب تھا۔؟

برائت کا اعلان کرتے ہوئے ہر تہمت لگانے والی کی شرعی سزا (80 کوڑے) کا حکم نازل فرمادیا اس باطل عقیدے کی رو سے کیا نعوذ باللہ یہ مذاق تھا کہ عالم الغیب سب کچھ جانتے بوجھتے لوگوں سے اپنے نجی معاملات میں مشورہ کرتے نظر آتے ہیں...؟؟

انبیاء کرام علیہ السلام کو غیب کا علم ہونا، اس بارے میں یہ آیت مبارکہ دلیل قاطع ہے جس میں اللہ رب العزت بذاتِ خود بلا فرق و امتیاز سوا لاکھ انبیاء کرام کی زبانی انکا مسلک اعتدال بیان فرمارہے ہیں۔

یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذآ اجبتم ط قالو الا علم لناط انک انت العلام الغیوب o (المائد: آیت ۱۰۹)	جس روز اللہ جمع کریگا تما پیغمبروں کو۔ پھر کہیگا تمکو (اپنی اپنی امتوں کیطرف سے) کیا جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہمکو خبر نہیں۔ تو ہی ہے چھپی باتوں کو جاننے والا۔

اب جن احباب کا اِصرار ہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں تو کیا وہ اپنے اس دعویٰ بے بنیاد کی بناء پر آپ ﷺ کو انبیاء کرام کی فہرست ہی سے خارج تصور کرتے ہیں...؟؟

کیا نبیﷺ کو علم غیب تھا۔؟

حق تعالیٰ شانہ اپنا ضابطہ بیان فرماتے ہیں کہ امور غیب پر بذریعہ وحی اطلاع ہر شخص کو نہیں دیجاتی البتہ اپنے برگزیدہ و محبوب بندوں (انبیاء کرام) کا انتخاب کر کے انہیں آگاہی دیجاتی ہے۔

وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولٰکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشآء...(الآیہ) (آل عمران: آیت ۱۷۹)	اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ تم کو غیب کی خبر دیدے۔ لیکن اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔

لیکن اس سے یہ شبہہ ہر گز نہ کیا جائے کہ پھر تو انبیاء بھی علم غیب کے شریک کار (عالم الغیب) ہو گئے۔ کیونکہ علم غیب تو اصل میں حق تعالیٰ کی ذات کیساتھ مخصوص ہے۔ کسی مخلوق کو اس میں شریک قرار دینا کلیۃً شرکِ جلی ہے۔ کیونکہ علمِ غیب کے ہونیکے لیے دو شرائط ہیں۔

وہ علم ذاتی ہو کسی دوسرے کا دیا ہوا نہ ہو۔ (۱)

تمام کائنات کے ماضی و مستقبل کا علمِ محیط ہو۔ جس سے کسی ذرے کا علم بھی مخفی نہ (۲) ہو۔

یہی مضمون سورۂ جن میں بھی بڑی وضاحت سے آیا ہے۔

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہٖ احدا o الا من ارتضی من رسولٍ فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہٖ رصدا o (الجن: آیت ۲۶۔۲۷)	وہ (اللہ) ہی غیب کا جاننے والا ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔(اس طرح اطلاع دیتا ہے کہ) اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی انبیاء علیہ السلام کو جو اومرِ غیبیہ بتلاتے ہیں وہ حقیقۃً علم غیب نہیں بلکہ ”غیب کی خبریں“ ہوتی ہیں جو منجانب اللہ اِلقاء کیجاتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بارہا پچھلی امتوں کے حالات وواقعات بتلانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ہماری آیات ہیں جو آپ ﷺ پر پڑھی جاتی ہیں ہرچند کہ آپ ﷺ اس سے پہلے لا علم تھے۔ چنانچہ حضرت مریم کی کفالت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

کیا نبیﷺ کو علم غیب تھا۔؟

ذالک من ام بناء الغیب نو حیہ الیک ط وما کنت لدیھم اذ ایلقون اقلا مھم الھم یکفل مریم...(الآیہ) (آل عمران: آیت ۴۴)	یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم بھیجتے ہیں تیری طرف۔ اور آپ (ﷺ) نہ تھے انکے پاس جب وہ اپنے قلم (قرعہ کیلئے) ڈالنے لگے کہ مریم کو پرورش میں کون لے۔

حضرت ملا علی قاری (صرقات شرح مشکوٰۃ۔ ص66 میں) فرماتے ہیں کہ ان آیات سے انبیاء کرام کیلئے جو غیب ثابت ہے وہ غیب کی جزائیات اور اخبار غیب ہیں نہ کہ کلیات۔

جب معترضنین نے آپ ﷺ سے سوال پوچھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خاندان تو کنعان میں تھا پھر یہ مصر میں آکر کیونکر آباد ہوئے...؟؟ تو اللہ نے پورا واقعہ بتلانے سے قبل بطور تمہید فرمایا:

نحن نقص علیک احسن القصص بمآ او حینآ الیک ھذا القرآن ط وان کنت من قبلہٖ لمن الغافلین o (یوسف: آیت ۳)	ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس بہترین قصہ۔ اس لیے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن۔ اور البتہ تو اس سے پہلے تھا بے خبروں میں۔

پھر آگے اسی سورۃ مبارکہ میں مکرر فرمایا:

ذالک من انبآء الغیب نوحیہ الیک ط وما کنت لدیھم اذا جمعوآ امرھم وھم یمکرون o (یوسف: آیت ۱۰۲)	یہ خبریں غیب کی ہیں۔ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس اور تو نہ تھا انکے پاس جب وہ ایک کام پر متفق ہوگئے اور فریب کرنے لگے۔

طالُوت وجالُوت کا واقعہ ذکر کرنیکے بعد فرمایا:

تلک اٰیٰت اللہ نتلوھا علیک بالحقط وانک لمن المرسلین o (البقرہ: آیت ۲۵۲)	یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم تجھکو سناتے ہیں ٹھیک ٹھیک اور تو بیشک ہمارے رسولوں میں ہے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرنیکے بعد فرمایا:

وماکنت بجانب الغربی اذ قضینآ الٰی موسیٰ الا مر وماکنت من الشاھدین o (القصص آیت ۴۴)	اور تو نہ تھا مغربی جانب جب ہم نے بھیجا موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم اور تو نہ تھا دیکھنے والا۔

لہٰذا انباء الغیب اور اخبار الغیب پر لفظ غیب کا اطلاق کر کے بلاوجہ خوش ہونا بالکل بے خبری اور حقیقت سے کوسوں دور ہے۔

اب کچھ کم فہم و کور مغز کلمۂ طیبہ کے ترجمہ سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں محمدؐ اللہ کے رسول "ہیں" ہے "تھے" تو نہیں۔

تو بھائی رسالت تو تا قیامت باقی ہے اس سے کس نے انکار کیا؟

اور یہ بات تو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی وضاحت سے بیان فرمائی ہے کہ پانچ باتیں ایسی ہیں جن کا علم خاص کر صرف میرے ہی پاس ہے کسی نبی، ولی یا مقرب فرشتے کو اسکی اطلاع نہیں دی گئی۔

کیا نبیﷺ کو علم غیب تھا۔؟

ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ج وما یعلم مافی الارحام ط وما تدری نفس ماذا تکسب غدا ط وما تدری نفسٌ بای ارض تموت ط (لقمان: آیت ۳۴)	بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے برسات اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں۔ اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کریگا۔ اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مریگا۔

حضرت علیؒ بن سلطانؒ الہروی (المعروف ملا علی قاریؒ، صاحب مرقات شرح مشکوٰۃ شریف) بہت بڑے متبحر عالم و محقق دوراں، اُصولاً سنی اور فروعًا حنفی تھے۔ آپ نے حنفی مسلک کو دلائل وبراہین سے آراستہ کیا ہے یہی وجہ ہیکہ دونوں فریق تہہ دل سے انکے عقیدت مند ہیں حتی کہ نزاعی مسائل میں آپکی عبارت کو سند کا درجہ حاصل ہے حضرت انبیاء کرام علیہ السلام کے لئے علم غیب پر بحث کرتے ہوئے ''شرح فقہ اکبر'' میں آپ لکھتے ہیں:

جان لو کہ حضرات انبیاء کرامؑ غیب کی چیزوں کا علم نہیں رکھتے مگر جتنا کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ انکو علم دیدیتا ہے۔ اور حنفیوں نے یہ تصریح کی ہیکہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ

کیا نبیﷺ کو علم غیب تھا۔؟

آنحضرت ﷺ غیب جانتے ہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا معارضہ کیا ہے۔

قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ...(الآیۃ) (النمل: آیت ٦۵)	آپ (ﷺ) کہہ دیجئیے کہ جو ہستیاں آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ غیب نہیں جانتے بجز اللہ کے۔

آنحضرت ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور وہاں انصار مدینہ کو نر اور مادہ کھجوروں کے شگوفوں میں ایک خاص قسم کا پیوند کرتے دیکھا تو انکی تکلیف کے پیش نظر ازراہِ شفقت یہ ارشاد فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرو تو بہتر ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں یہ کارروائی ترک کر دی۔ نتیجۃً پھل میں خاصی کمی واقع ہوئی حضرات صحابہ کرامؓ نے اسکا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا:

میں تو بشر ہوں۔ جب دین کے بارے میں تمہیں کوئی حکم دوں تو لازمی طور پر اسکو لو اور جب میں اپنی رائے سے تمہیں کچھ کہوں تو آخر میں انسان ہوں۔

(مسلم / ص ٢٦٤۔، مسند احمد بحوالہ مرقات / ص ٢٢٣)

اور مصابیح کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انتم اعلیم بامر دینا کم۔ (مرقات / ص ۲۲۳۔ صحیح مسلم / ص ۲٦۴)	تم دنیاوی معاملات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔

بات واضح ہیکہ انبیاء کرام کی توجہ رضائے الٰہی، دین اور آخرت کی طرف ہوتی ہے نہ کہ دنیا کی بعض حقیر چیزوں کی طرف۔

آنحضرت ﷺ ایک غزوہ سے اپنے صحابہ کرامؓ کی معیت میں مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔ اسی رات آپ ﷺ کی اونٹنی گم ہوگئی تو ایک منافق نے کہا کہ یہ کس طرح خیال کرتا ہے کہ علم غیب جانتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اسکی اونٹنی کہاں ہے...؟ اسپر وحی لانے والا اسکو اطلاع کیوں نہیں دیتا...؟ اتنے میں جبرئیل امین تشریف لائے اور آپ ﷺ کو منافق کی گفتگو اور اونٹنی کی جگہ کی خبر دی۔ آنحضرت نے اپنے صحابہ کرامؓ کو اسکی خبر دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ:

میں تو نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے منافق کی بات او جس مقام پر اونٹنی ہے اسکی خبر دی ہے کہ وہ فلاں گھاٹی میں ہے اسکی باگ درخت سے اٹک گئی ہے۔	ماازعم انی اعلم الغیب ولکن اللہ اخبرنی لقبول والشعب وقد تعلق زمامھا بشجرۃ...الخ)شرح الشفاء از ملا علی قاری / جلد ۳ / ص ۱۸۳(

پس صحابہؓ کرام اس گھاٹی کی طرف دوڑے تو اونٹنی کو اسی جگہ اسی حالت میں پایا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں علم الغیب کا عقیدہ منافقوں کا ہوتا تھا جب آپ ﷺ نے اسکی نفی فرمادی تو وہ منافق راہِ راست پر آگیا اور مسلمان ہو گیا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کو جوتیاں پہن کر نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک اپنی جوتیاں اتار کر بائیں طرف رکھدیں صحابہؓ کرام نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی جوتیاں اتار دیں۔ جب آپ نے نماز پوری کرلی تو فرمایا کہ تمہیں جوتیاں اتارنے پر کس نے آمادہ کیا؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جوتیاں اتار دیں تو ہم نے بھی اتار دیں یہ سنکر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

کیا نبی ﷺ کو علم غیب تھا۔؟

ان جبرائیل اتانی فاخبرنی ان فہیما قذرًا۔ (ابی داوٗد / ص ۹۵۔ مشکوٰۃ / ص ۷۳۔ دارمی / ص ۲۱۸۔ مستدرک / ص ۲۶۰)	بیشک حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے یہ خبر دی کہ میری جوتیوں میں نجاست لگی ہوئی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہیکہ جب آنحضرت ﷺ نے نماز شروع کرائی تھی تو اسوقت ہی اللہ نے بتوسط جبرائیلؑ خبر کیوں نہ کر دی...؟ حضرت ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ:

ممکن ہے تاخیر سے خبر دینے سے یہ مقصود ہو کہ آنحضرت ﷺ غیب کا علم نہیں رکھتے مگر جتنا کہ انکو علم ہو جاتا ہے یا یہ کہ آپکی امت اس حکم کو سنت کے ذریعے معلوم کرلے۔

(مرقات / ص ۲۳۷)

امام قرطبیؒ اسکے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ان میں سے کسی ایک چیز کے علم کی نسبت آنحضرت ﷺ کیطرف کی تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

امام مالکؒ کا مشہور واقعہ بھی اسی آیت مبارکہ سے متعلق ہے کہ آپ آخری عمر میں کبھی مدینے سے باہر نہ جاتے تھے مبادا کہیں دیار رسول ﷺ سے دور موت واقع نہ

ہو جائے۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی زیارت خواب میں ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ میری موت کب واقع ہو گی...؟ آنحضرت ﷺ نے جواب میں ہاتھ سے پانچ کا اشارہ کیا۔ جب امام ابن سیرینؒ سے اسکی تعبیر پوچھی تو آپ نے اسی آیت کا حوالہ دیا کہ آنحضرت ﷺ نے تمہیں یہ جواب دیا ہے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ارادوں کے بننے اور ٹوٹنے سے اپنے اللہ کو پہچانا۔ "حدیث جبرئیل "کتبِ احادیث کی مشہور حدیث ہے جسے صاحبِ مشکوٰۃ نے (کتاب الایمان۔ ص ۱۱) میں نقل کیا ہے اسکے آخر میں حضرت جبرئیلؑ نے آپ ﷺ سے سوال کیا:

فاخبرنی عن الساعۃ۔	پس آپ ﷺ مجھے قیامت کی خبر دیجئیے (کہ کب واقع ہو گی...؟)

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

ما المسئول عنھا باعلم من السّائل۔	جس سے سوال کیا جارہا ہے اسکو سائل سے زیادہ علم نہیں۔

غزوئہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے منافقین کی چکنی چپڑی باتوں کیوجہ سے واقعتا انہیں معذور جانا (حالانکہ وہ مکروفریب کررہے تھے) اور انہیں جہاد میں شریک نہ ہونیکی اجازت دیدی اس پر اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو پیار بھرے انداز میں تنبیہ فرمائی:

عفا اللہ عنکج لم اذنت لھم حتیٰ یتبیین لک الذین صدقوا وتعلم الکاذبین ٥ (التوبہ: آیت ۴۳)	اللہ نے آپ کو معاف (تو) کر دیا آپ (ﷺ) نے ان کو ایسی جلدی اجازت کیوں دیدی۔ جبتک آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور آپ جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے۔

ابو عامر ایک نہایت ہی خبیث باطن و مکار پادری تھا۔ خود تو قیصر روم کے پاس پہنچا کہ اسے مسلمانوں کیخلاف آمادئہ جنگ کرے اور ادھر منافقین مدینہ کو لکھا کہ وہ مسجد کے نام پر عمارت بناکر اس میں نماز کے بہانے جمع ہو کر اسلام کے خلاف سازشیں کیا کریں۔ اور میرے خفیہ خطوط بھی یہیں ملا کریں گے۔ بہرکیف انہوں نے مسجد بنا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر درخواست کی کہ ہماری دلی خواہش ہے کے مطابق اسکا افتتاح آپ ﷺ کی نماز سے ہو۔ سو آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ اسوقت

کیا نبی ﷺ کو علم غیب تھا۔؟

آپ ﷺ غزوئہ تبوک کی مُہم پر جارہے تھے لہٰذا ان سے وعدہ کرلیا کہ انشاء اللہ بخیریت واپسی پر تمہاری نئی مسجد میں نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ کو ایفائے عہد کا خیال آیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ ءوحی آپ ﷺ کو اصل حقیقت حال سے آگاہ فرمادیا۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو جمیع مغیبات کا کلی علم نہیں تھا۔

والذین اتخذوا مسجد اضرارو کفراو تفریقا بین المؤمنین وارصادالمن حارب اللہ ورسول من قبل ط ویسحلفن ان اردنا آلا الحسنی ط واللہ یشھد انھم لکذبون o لا تقم فیہ ابدا...(الایہ) (التوبہ: آیت ۱۰۸)	اور جنہوں نے ان اغراض کیلئے مسجد بنائی ہے کہ اسلام کو ضرر پہنچائیں، اور اسمیں بیٹھ کر کفر کی باتیں کرین، اور ایمان والوں میں تفریق ڈالیں، اور ان لوگوں کو گھات کی جگہ مہیا کریں جو پہلے سے اللہ اور اسکے رسول (ﷺ) کے مخالف ہیں۔ اور وہ قسمیں کھائینگے کہ بجز بھلائی کے ہماری کوئی اور نیت نہیں۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ آپ (ﷺ) اسمیں کبھی (نماز کیلئے) کھڑے نہ ہوں۔

کیا نبی ﷺ کو علم غیب تھا۔؟

جب مشرکین مکہ آپ ﷺ کیطرف سے نزول معجزے کے متلاشی ہوئے تو

اللہ نے جواب دیا:

فقل انما الغیب للہ...(الآیہ) (الانعام: آیت ۲۰)	سو آپ (ﷺ) فرمادیجئیے کہ غیب کی خبر (تو) صرف اللہ کو ہے۔

اب سنئیے آینوالی آیت میں گویا اللہ نے منصبِ رسالت پر روشنی ڈالی ہے کہ نہ تو انبیائؑ کرام کے قبضے میں تمام مقدورات الٰہیہ ہوتے ہیں، نہ تمام امور غیبیہ پر انکو مطلع کیا جاتا ہے، نہ نوع بشر کے علاوہ کسی اور نوع سے ہوتی ہیں جو لوازم و خواص بشریہ سے اپنی برأت کا ثبوت پیش کریں۔

قل لآ اقول لکم عندی خزائین اللہ ولآ اعلم الغیب ولآ اقول لکم انی ملک ط ان اتبع الا مایوحیٰ الی...(الآیہ) (الانعام: آیت ۵۰)	آپ (ﷺ) کہدیجئیے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتاہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتاہوں۔ اور نہ میں تم سے یہ کہتاہوں کہ میں فرشتہ

	ہوں میں تو صرف اپنے پاس آنے والی وحی کا اتباع کرتا ہوں۔

جب بروز قیامت اللہ پاک عیسائیوں پر حُجت تام کیلئے حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کرینگے کہ کیا آپ نے ان سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود ٹھہرالو اللہ کو چھوڑ کر؟ تو کلام پاک حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کے جواب کی صورت میں انبیاء علیہ السلام کی ذات گرامی سے کلی علم الغیب کی نفی کرتا ہے:

تعلم مافی نفسی ولآ اعلم مافی نفسک ط انک انت علام الغیوب o (المائدہ: آیت ۱۱۶)	(اے اللہ) آپ تو میرے دل کے اندر کی چھپی ہوئی بات جانتے ہیں اور جو کچھ آپکے علم میں ہے میں اسکو نہیں جانتا۔ بیشک آپ تمام غیببوں کو جاننے والے ہیں۔

اللہ رب العزت بذاتِ خود اپنے علم محیط کو بیان فرماتے ہیں:

کیا نبی ﷺ کو علم غیب تھا۔؟

وان تجھر بالقول فانہ یعلم السّر واخفیٰ...(الآیہ) (طٰہٰ: آیت ۷)	اور (اللہ کے علم کی شان یہ ہے کہ) اگر تم پکار کر بات کرو تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے بھی زیادہ خفی بات کو جانتا ہے۔
ویعلم ما تخفون وتعلینون ٥ (النمل: آیت ۲۵)	وہ اللہ (ایسے علم والا ہے کہ) تمہاری پوشیدہ اور اعلانیہ ہر بات کو جانتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ بذاتِ خود اپنی ذاتِ اقدس سے علم الغیب کی نفی فرمارہے ہیں پھر ہماری جانب سے آپ ﷺ کی طرف غیب کی نسبت کرنا بہتان وافتراء نہیں...؟؟

وما ادری مایفعل بی ولا بکم ان اتبع الا مایوحی الی...(الآیہ) (الاحقاب: آیت ۹)	اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ (یہ معلوم) کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ میں تو صرف اسی کا

	اتباع کرتا ہوں جو میرے پاس بذریعہ وحی آتا ہے۔

اسی طرح حدیث پاک میں آیا ہے جسکے ذریعے آپ ﷺ کے عالم غیب ہونیکی نفی کیساتھ ساتھ بندوں کا مختار کل نہ ہونا بھی معلوم ہوتا ہے:

وعن جابرؓ قال۔ قال رسول اللہ ﷺ لاید خل... احداً منکم عملہ الجنۃ ولا یجیرہ من النار ولا انا الا برحمۃ اللہ... کتاب الدعوات از مشکوٰۃ (حدیث نمبر ۲۳۷۱)	حضرت جابرؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل کی بناء پر جنت میں جا سکتا ہے نہ جہنم سے چھٹکارا پا سکتا ہے اور نہ ہی میں۔ لیکن اللہ کی رحمت سے۔

اب ذرا اپنے گرد و پیش میں موجود ”اسرائیلی روایات“ کا جائزہ لیں کہ قرآن و حدیث سے کس قدر واضح تصادم ہے۔ مثلاً کوئی پیر صاحب اسقدر خود مختار ہو گئے کہ مرید جی کی پکار پر لبیّک کہتے ہوئے قبر میں جا پہنچے اور منکر نکیر کو سوالات پوچھنے کے ”جرم“ میں وہ تھپڑ رسید کیا کہ دور جا پڑا۔ کچھ حضرات بروز قیامت مچل جائیں گے اور ضد کر کے اپنے مریدوں کو چھڑا لیں گے۔ کچھ اس سے بھی ایک ہاتھ آگے بڑھکر

اک آہِ سرد کھینچتے ہوئے جنہم کو ٹھنڈا کرتے نظر آرہے ہیں تو کچھ پیران بزرگ اپنے مریدوں اور چاہنے والوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں لے جارہے ہیں۔(استغفر اللہ من ذالک)

اللہ جل شانہ کی تن تنہا بادشاہت والُوہیت کو چیلنج کرنا کسی طرح بھی مستحسن اقدام نہیں ملاحظہ ہو اللہ بروز قیامت کل کائنات جن وانس اور فرشتوں الغرض ہر ذی روح کو موت دیکر پوچھے گا:

لمن الملک الیوم ط للہ الواحد القھار o (المؤمن: آیت ۱۶)	کس کاراج ہے آج۔ اللہ کا ہے جو اکیلا ہے زبردست دباؤ والا ہے۔

آپ ﷺ کا عالم الغیب نہ ہونا اس واقعے کی صورت میں بھی موجود ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سورئہ تحریم میں نقل کیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اپنی زوجہ ء مطہرہ حضرت حفصہؓ سے کوئی بات کہی اور ساتھ میں انہیں تاکید بھی کردی کہ کسی اور کو نہ بتلائیں۔ لیکن انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اسکا ذکر کرتے ہوئے کہدیا کہ کسی کو نہ بتلائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مطلع فرمادیا۔ آپ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو جتلایا کہ تم نے وہ بات رازنہ رہنے دی حالانکہ

تمہیں منع کیا تھا۔ وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں کہ آپ ﷺ سے کس نے کہا...؟

آیتِ قرآنی کی صورت میں آپ ﷺ کا جواب سنئیے اور اپنے عقائد پر نظر ثانی کیجئیے کہ آپ ﷺ نے یوں تو نہیں کہا کہ اجی ہم تو غیب دان ہیں ہمیں کسی کے بتلانے کی کیا ضرورت...؟

قال نبانی العلیم الخبیر o (التحریم: آیت ۳)	کہا (آپ ﷺ نے) مجھکو بتلایا ہے اس خبر رکھنے والے واقف نے۔

حق تعالیٰ شانہ کے علم محیط سے کوئی شے خواہ چھوٹی ہو یا بڑی غائب نہیں وہ ایسا علام الغیوب ہے کہ ہر ایک کی ہر طرح خبر رکھتا ہے۔

ومایعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السمآئِ ولآ اصغر من ذالک ولآ اکبر الا فی کتاب مبین o	اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھی زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ

(یونس: آیت ٦١)	چھوٹا اس سے اور نہ بڑا لیکن سب کتاب مبین (لوح محفوظ) میں ہے۔

پس یہاں تک یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر شئے کا کُلّی و محیط علم ہے کوئی ذرہ اس سے او جھل ہے نہ ہو سکتا ہے جن امور کا علم انبیاء کرام علیھم السلام کو بذریعہ وحی دیا جاتا ہے یا جو چیزیں اولیاء کرام کو بذریعہ الہام و کشف معلوم ہو جاتی ہیں ان پر "غیب" کا اطلاق ہر گز نہیں ہوتا۔

خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ کے علومِ مبارکہ اسقدر ہیں کہ انکی وسعت کا اندازہ کسی انسان، جن یا فرشتے کو نہیں ہے۔ لیکن نہ تو آپ ﷺ کے علوم، علم الٰہی کے مساوی ہیں اور نہ ہی قرآن و حدیث نبوی ﷺ اور فقہ حنفی کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو عالم الغیب کہنا جائز ہے۔